الفوز الکبیر

فی

اصول التفسیر

اردو

جس میں قرآن مجید کی تفسیر کے تمام بنیادی اصول پر مفصل اور بصیرت افروز بحث کی گئی ہے

تالیف

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

ناشر

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ مطابق جولائی ۱۹۵۵ء

قیمت ...... ایک روپیہ .....

مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی

پہلی فصل

علم مباحثہ کے بیان میں

قرآن مجید میں چاروں گمراہ فرقوں سے مباحثات ہوئے ہیں یعنی مشرکین یہودی نصاریٰ اور منافقین۔ اور یہ مباحثے دو طرح پر واقع ہوئے ایک تو یہ کہ فقط باطل عقیدہ کو بیان کر کے اور اسکی قباحت کو ظاہر فرماکر اس سے نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ گمراہوں کے شبہات کو بیان کر کے انکو ادلہ قطعیہ یا خطابیات سے حل کرتے ہیں مشرکین اپنے آپ کو حنیف کہتے ہیں حنیف اسکو کہتے ہیں جو ملت ابراہیمی کا پابند اور اسکے علامات کو سختی کے ساتھ اختیار کرنیوالا ہو، ملتِ ابراہیمی کی علامات یہ ہیں۔ حج کعبہ۔ استقبال کعبہ۔ غسل جنابت، ختنہ۔ اور باقی فطری خصائل اشہر حرم شوال ذیقعدہ ذی الحجہ کی حرمت مسجد حرام کی تعظیم نسبی اور رضاعی محرمات کو حرام جاننا اور عام جانوروں کا ذبح حلق میں اور اونٹ کا نحر لبہ میں اور ذبح اور نحر سے خدا تعالیٰ کی رضا جوئی خصوصاً حج کے زمانہ میں اور ملت ابراہیمی میں وضو نماز اور روزہ طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک، اور یتیموں اور فقیروں کو صدقہ دینا۔ اور مشکلات میں انکی اعانت کرنا اور صلہ رحم مشروع تھا، اور مشرکین کے یہاں ان امور کے کرنیوالے کی مدح سرائی کی جاتی تھی۔ لیکن مشرکین نے عام طور پر ان امور کو ترک کر دیا تھا اور ان میں یہ خصائل کالعدم ہو گئے تھے اور قتل چوری زنا اور ربا، اور غصب کی حرمت بھی اصل ملت میں ثابت تھی اور ان افعال پر ان کے یہاں کچھ نہ کچھ اظہار نفرت بھی جاری تھا لیکن جمہور مشرکین ان کو کرتے اور نفس امارہ کے اشاروں پر چلتے تھے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا عقیدہ اور اسبات کا کہ وہ آسمان اور زمین کا خالق ہے اور زبردست حوادث کا مدبر اور رسولوں کے بھیجنے پر قادر اور بندوں کو انکے اعمال

کیاجاوے۔ اوراس مذہب کی کوئی ذاتی خصوصیت ہرگز معتبر نہیں ہے لیکن ان لوگوں نے خصوصیت کا اعتبار کرکے غلطی سے یہ گمان کرلیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودیت ہی کی وصیت فرمائی ہے۔

مثال ثالث خدا تعالیٰ نے ہرایک ملت میں انبیار اوران کے متبعین کو مقرب اور محبوب کا خطاب عطا کیا اور منکرین کو صفات مبغوضہ سے یاد فرمایا ہے۔ اوران خطابات میں ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن کا استعمال ہرایک قوم میں شائع تھا۔ تو اگر محبوب کے بجائے لفظ ابن ذکر کیا ہو تو کچھ تعجب نہیں اس سے یہودیوں نے یہ گمان کیا کہ یہ عزت صرف یہودی اور عبری اور اسرائیلی کے ناموں کیساتھ مخصوص ہے۔ اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ اس سے کامل اتباع اور خضوع اور انبیار کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلنے کے سوا اور کچھ مراد نہیں اور ایسی ہی بہت سی تاویلات فاسدانکے قلوب میں راسخ ہوگئی تھیں جن کو وہ اپنے باپ دادوں سے سنتے چلے آئے تھے قرآنمجید نے ان شبہات کو پوری طرح رفع کردیا۔

کتمان آیات کی یہ صورت تھی کہ بعض احکام اور آیات کو کسی ذی عزت اور شریف کے اعزاز کی حفاظت یا کسی ریاست کے حاصل کرنے کی غرض سے پوشیدہ کردیتے تھے کہ عوام کا اعتقاد اُن سے زائل نہو جائے اور یہ لوگ اس پر عمل ترک کردینے سے نشانۂ ملامت نہ بن سکیں۔ مثلاً زانی کو سنگسار کرنیکا حکم توریت میں مذکور تھا۔ مگر ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ ان کے تمام علمار نے رجم کو موقوف کرکے اسکی جگہ پُر دُرّے مارنا اور منہ کالا کردینا تجویز کر رکھا تھا اس حکم کو ترک کردیا اور رسوائی کے خوف سے اسکو چھپا لیا تھا یا مثلاً جن آیتوں میں حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل علیہما السلام کو بشارت دی گئی ہے کہ ان کی اولاد میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور جن میں اشارہ ہے ایک ایسے مذہب کی جانب جو سرزمین حجاز میں کامل اشاعت پائے گا۔ اور اس کے